B.A Part I Paper I

سوال:-نذیر احمد کی ناول نگاری کا تنقیدی جائزہ لیجئے۔

جواب:-مولوی نذیر احمد نے دلچسپ اور سبق آموز قصے لکھ کر اردو ناول کا سنگ بنیاد رکھا۔وہ اردو کے اولین ناول نگار ہیں۔ناول نام ہے زندگی کی تصویرکشی کا۔نذیر احمد کے ناول اس کسوٹی پر پورے اترتے ہیں۔ان کے ناولوں میں انیسویں صدی کے اواخر کے مسلمان گھرانوں کی تہذیب ومعاشرت کی سچی تصویریں پائی جاتی ہیں۔وہ اپنے ناولوں کے ذریعہ اس عہد کی ذہنیت، مذہبی مسائل ،سماجی تصورات اور معاشرتی نظریات پر روشنی ڈالتے ہوئے اصلاح وتربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ان میں حقیقت نگاری کے علاوہ فنی اعتبار سے ناول کے دیگر عناصر بھی بتدریج آگے بڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔''مرأۃ العروس''اور''بنات النعش'' سے زیادہ''توبۃ النصوح'' اور''ابن الوقت''میں اور پھر ان سب سے آگے بڑھتے ہوئے''فسانہ مبتلا''اور''ایامیٰ''میں ہمیں آہستہ آہستہ وہ سارے خدوخال دکھائی دینے لگتے ہیں جن سے ناول کے پیکر کی تخلیق وتعمیر ہوتی ہے۔

نذیر احمد کے ناولوں کو ان کے زمانے میں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔یہ مقبولیت آج بھی قائم ہے۔اس لئے نہیں کہ یہ اردو کے اولین ناول ہیں بلکہ اس لئے کہ ان ناولوں میں دلچسپی کے عناصر پائے جاتے ہیں جو قاری کی توجہ کو پوری طرح گرفت میں لئے رہتے ہیں اور اس لئے کہ نذیر احمد کی باتوں میں وہ کشش اور خوبصورتی ہے جو ہر عمر کے قاری کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

نذیر احمد کا اسلوب صنف ناول کی رعایت سے اور اس عہد کے لوگوں کی سمجھ کے عین مطابق ہے۔اس میں اس طبقے اور ماحول کے افراد وافکار کو جس دلنشینی اور سادگی کے ساتھ بیان کیا جاسکتا ہے اس کی مثال نذیر احمد سے بہتر کسی نے پیش نہیں کی ہے۔بقول ڈاکٹر اشفاق محمد خاں:-

''نذیر احمد کے ناول ان کی اس مخصوص زبان وانداز بیان کی بدولت خاصے کی چیز بن گئے اور وہ اس زور بیان اور حسن بیان کی بنا پر اردو کے منفرد انشا پردازوں میں اہم مقام حاصل کرسکے۔''

نذیر احمد کے کرداروں کو سمجھنے میں جو چیز سب سے زیادہ معاون ہوتی ہے وہ ان کے مکالمے ہیں۔ان کے ہر

Scanned with CamScanner

کردار کی زبان سے وہی مکالمے ادا ہوتے ہیں جو اس کی شخصیت سے مطابقت رکھتے ہوں اور موقع محل کے عین مطابق ہوں۔ان کے کرداروں کی گفتگو سننے والا محض اس گفتگو سے ان کرداروں کے بارے میں بہت کچھ جان سکتا ہے۔

نذیر احمد کو زبان پر پوری قدرت حاصل تھی۔ وہ مشکل سے مشکل بات اور پیچیدہ سے پیچیدہ خیال کو سہل بنا کے بات چیت کی زبان میں ادا کرنے کا ہنر جانتے تھے۔وہ انسانی نفسیات کے رمز شناس تھے،فقروں اور جملوں سے کردار کی ذہنی تہوں کو کھولنے اور اس کے باطن کو بے نقاب کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ساتھ ہی انہوں نے زندگی کے وسیع تجربے سے بہت کچھ سیکھا تھا۔انہوں نے ہر قسم اور ہر طبقے کے لوگوں کو قریب سے دیکھا تھا اور سب کے طرز بیان سے بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ ''مرأۃ العروس'' اور ''بنات النعش'' ان کے ابتدائی ناول ہیں جن میں فنی طور پر متعدد خامیاں بھی ہیں مگر مکالمہ نگاری پر ان کی قدرت کا اظہار یہیں سے ہونے لگا تھا۔ اکبری اور اصغری کی سیرت کا اندازہ ان کی اپنی گفتگو سے ہی ہو جاتا ہے۔ان کی گفتگو اور اس کا انداز ہو بہو ویسا ہی ہے جیسا متوسط طبقے کے مسلم گھرانوں میں ہو سکتا ہے۔''توبۃ النصوح'' میں نعیمہ کی اپنی ماں سے بے ادبی سے بات چیت اس کے مزاج کی پوری طرح عکاسی کرتی ہے۔اس سے اس کی ذہنی کشمکش کا بھی اظہار ہوتا ہے۔اس ناول میں نذیر احمد کی مکالمہ نگاری کا فن اپنے عروج پر نظر آتا ہے۔

ناول میں زبان کے استعمال کا سوال نہایت اہم ہے اور بعض ناول نگار اس اہمیت کو یا تو پوری طرح محسوس نہیں کر پاتے یا ناول نگاری کے فنی تقاضوں سے واقف نہیں ہوتے۔ ہر زبان میں تقریر اور تحریر کے محاورے میں فرق ہوتا ہے پھر مختلف عمر کے لوگ، مختلف پیشہ ور، مختلف جنسوں کے لوگ اپنے اپنے محاورے رکھتے ہیں۔ جو ناول نگار اس فرق کو اہمیت نہیں دیتے ان کی زبان محض کتابی ہو کر رہ جاتی ہے اور اس میں وہ تازگی یا زور نہیں ہوتا جو چلتے پھرتے انسانوں کی گفتگو میں ہوتا ہے۔روزمرہ گفتگو کی زبان سادہ، بے تکلف، برجستہ اور عوامی ہوتی ہے۔ اس میں تصنع یا آورد کا نام نہیں ہوتا،اس لئے اچھے ناول کی زبان کا انداز بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔

نذیر احمد کے بارے کہا جا سکتا ہے کہ انہیں ناول کی زبان پر مکمل عبور حاصل ہے۔ وہ ایک اعلیٰ درجے کے زبان داں، مترجم اور عالم و مقرر تھے۔ایک ایسے مصنف تھے جن کی شخصیت اور جن کا رنگ تصنیف سرسید کے رفقا میں سب سے منفرد تھا۔انہوں نے سرسید کے بعد شاید سب سے زیادہ عام زندگی اور عام مسائل سے رابطہ رکھا۔ان کی اپنی زندگی عوام ہی کے ماحول سے ابھری تھی اور ایسے ہی تجربات سے مالا مال تھی، وہ ایک عوام دوست، ہمدرد اور غمگسار شخص تھے۔

Scanned with CamScanner

اس لئے ان کی زبان مخصوص عالمانہ لہجے میں ہونے کے باوجود عوامی اور عالم لوگوں سے بالکل قریب ہے۔ عورتوں کی گفتگو، ان کے احوال وکوائف کے بیان میں نذیر احمد نے نسوانی انداز تکلم، طرز گفتگو، الفاظ ومحاورات اور روز مرہ پر کامل دسترس کا ثبوت دیا ہے اور ان کا استعمال اس چابک دستی سے کیا ہے کہ بیان میں سلاست، برجستگی اور بے ساختگی خود بخود پیدا ہوگئی ہے۔

نذیر احمد کے مزاج میں ظرافت بے پناہ تھی۔ ان کی ظرافت میں طنز بھی ہوتا تھا اور مزاح بھی۔ یہ وہ صفت ہے جو ان کی محاوروں سے پر طویل عبارتوں کو بھی دلچسپ، شگفتہ اور دلکش بنا دیتی ہے۔ کہیں وہ پر لطف قصہ سناتے ہیں، کہیں چٹکلے اور لطیفے سے کام لیتے ہیں تو کہیں زبان کے چٹخارے سے لطف دوبالا کر دیتے ہیں۔ جس سے ناولوں میں کشش اور دلچسپی کے متعدد عناصر پیدا ہوگئے ہیں۔ ان کے ناولوں میں کئی مزاحیہ کردار بھی پائے جاتے ہیں۔ جن میں مرزا ظاہر دار بیگ کو ان کا کارنامہ ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔

نذیر احمد کو جس طرح زبان پر ماہرانہ عبور ہے وہ ان کے ناولوں کو دلچسپ اور اہم بنا دیتا ہے۔ بیان کی بے ساختگی و روانی اور زبان کا فنکارانہ استعمال ان کو ان چند مصنفین کی صف میں کھڑا کرتا ہے جنہیں زبان کا غیر معمولی شعور ہے اور جنہوں نے اردو کے مزاج کو دریافت کیا اور اسی خوبی نے ان کے ناولوں کو فنی نقائص کے باوجود ادب کی تاریخ میں اہم مقام دلایا ہے۔ بہ حیثیت مجموعی نذیر احمد کا طرز نگارش اس قدر دل پذیر و دلکش ہے کہ ناولوں میں فنی خامیاں نظر سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ ناول ہر دوسرے فن کی طرح ایک فن ہے جو اعلیٰ ہے۔ نذیر احمد اس فن میں بہت طاق نہ تھے، مگر اس فن کے اصولوں سے واقف تھے اور فن کے لئے جس اسلوب کی ضرورت ہوتی ہے اس کی بیشتر صلاحیتیں ان میں موجود تھیں۔ مشاہدے کی وسعت، خیال کی مصوری، زندگی کے متعلق ایک جذباتی نقطہ نظر، جزئیات پر محققانہ گرفت اور ربط و تنظیم کی صلاحیت وغیرہ ایسی خصوصیات ہیں جو ان کے یہاں خاصی نمایاں ہیں۔ اس طرح نذیر احمد نے اپنے ناولوں کے ذریعہ فن کی روایت کا معیار بتایا۔ ان ناولوں میں چند خامیوں کے باوجود فن کی ساری نشانیاں موجود تھیں۔

❁❁❁

Scanned with CamScanner